اس سے پہلے کہ ایٹمی ہتھیاروں کے معاملے پر سپر طاقتوں کی جانب سے پاکستان اور انڈیا پر دباؤ شدت اختیار کرے دونوں ملک بہتر تعلقات کیلئے باعزت اور بامعنی مذکرات کا آغاز کریں۔الطاف حسین

عالمی طاقتوں کو بھی چاہیے کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں کی تخفیف کی بات کرتے ہوئے پاکستان اور انڈیا کے وجود اور بقاء کو ضرور سامنے رکھیں

پاکستان اور انڈیا یورپی یونین سے سبق حاصل کرتے ہوئے جنگوں کے بجائے دوستانہ تعلقات کی جانب بڑھیں اور روایتی حریف کے بجائے حلیف بنیں

جنگوں اور تباہی کے بعد بھی آخر کار مذکرات کی میز پر آنا ہوگا لہٰذا کیوں نہ جنگوں اور تباہی سے پہلے ہی بات چیت کا راستہ اختیار کیا جائے

ایم کیو ایم انٹرنیشنل سیکریٹریٹ لندن میں ''ایٹمی ہتھیاروں میں کمی اور انسانیت کی بقاء'' کے موضوع پر لیکچر

لندن۔۔۔15 اپریل 2010ء

متحدہ قومی موومنٹ کے قائد جناب الطاف حسین نے کہا ہے کہ اس سے پہلے کہ ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمہ اور کمی کے معاملے پر سپر طاقتوں کی جانب سے پاکستان اور انڈیا پر دباؤ شدت اختیار کرے دونوں ملکوں کو چاہیے کہ وہ علاقائی امن، اپنی بقاء اور عوام کی بھلائی کیلئے بہتر تعلقات کا آغاز کریں۔ جناب الطاف حسین نے یہ بات ایم کیو ایم انٹرنیشنل سیکریٹریٹ لندن میں ''ایٹمی ہتھیاروں میں کمی اور انسانیت کی بقاء'' کے موضوع پر دیئے گئے ایک لیکچر میں کہی۔ جناب الطاف حسین نے تیزی سے بدلتے ہوئے عالمی حالات وواقعات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا اور پاکستان پر ان کے پڑنے والے اثرات کے حوالے سے ملک کی قیادت، سیاسی و مذہبی جماعتوں اور عوام کے کردار پر روشنی ڈالی۔ جناب الطاف حسین نے واشنگٹن میں ایٹمی ہتھیاروں کے مسئلے پر ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس کے حوالے سے کہا کہ اس وقت دنیا ایٹمی ہتھیاروں میں کمی کے لئے کوشاں ہے، امریکہ اور روس کے درمیان ایٹمی ہتھیاروں میں کمی کا معاہدہ ہو چکا ہے اور اب واشنگٹن میں ہونے والی کانفرنس کی شکل میں دونوں سپر طاقتیں اب مغربی اور ایشائی ممالک کو بھی تخفیف اسلحہ کے اس معاہدے میں شامل کرنے کی کوششیں کررہی ہیں۔ جناب الطاف حسین نے کہا کہ اس وقت 20 سے زائد ممالک کے پاس ایٹمی اسلحہ ہے۔ پہلے 7 ممالک اعلانیہ طور پر ایٹمی طاقت تھے اور اب پاکستان اور انڈیا کے ایٹمی طاقت بن جانے سے ایٹمی ممالک کی تعداد 9 ہوگئی ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر عالمی طاقتوں کی جانب سے پاکستان پر ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمہ اور ایٹمی تحقیقی ادارے بند کرنے کیلئے دباؤ ڈالا جائے تو یقیناً پاکستان اس کیلئے کبھی بھی تیار نہیں ہوگا اسی طرح اگر انڈیا سے ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمہ کیلئے کہا جائے تو وہ بھی اس کیلئے راضی نہیں ہوگا کیونکہ کوئی بھی ملک اپنی بقاء وسلامتی پر سمجھوتہ کرنے کیلئے تیار نہیں ہوگا لہٰذا عالمی طاقتوں کو بھی چاہیے کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں کی تخفیف کی بات کرتے ہوئے پاکستان اور انڈیا کے وجود اور بقاء وسلامتی کو ضرور سامنے رکھیں۔ جناب الطاف حسین نے کہا کہ اگر پاکستان کی جغرافیائی صورتحال کا جائزہ لیا جائے تو زمینی حقائق یہ ہیں کہ پاکستان کے اپنے پڑوسی ممالک انڈیا، افغانستان اور ایران کے ساتھ دوستانہ تعلقات نہیں ہیں جبکہ دیرینہ دوست ملک چین کے ساتھ بھی اب ماضی کی طرح مضبوط دوستانہ تعلقات نہیں ہیں۔ اگر انڈیا اور پاکستان کے باہمی تعلقات کا جائزہ لیا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ دونوں ایٹمی ملک ایک دوسرے کو اپنا حریف سمجھتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ایٹمی ہتھیاروں کے مسئلے پر عالمی سطح پر ہونے والی کوششوں کی روشنی میں پاکستان اور انڈیا کو حقیقت پسندانہ طرز فکر اختیار کرتے ہوئے اپنے کشیدہ تعلقات پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور اس سے پہلے کہ ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمہ اور کمی کے معاملے پر پاکستان اور انڈیا پر بڑھتا ہوا عالمی دباؤ شدت اختیار کرے دونوں ملکوں کو چاہیے کہ وہ علاقائی امن، اپنی بقاء اور عوام کی بھلائی اور بہتر تعلقات کیلئے باعزت اور بامعنی مذاکرات کا آغاز کریں، یورپی یونین سے سبق حاصل کرتے ہوئے آپس میں نفرت، دشمنی، لڑائی جھگڑوں اور جنگوں کے بجائے دوستانہ تعلقات کی جانب بڑھیں اور روایتی حریف کے بجائے حلیف بنیں کیونکہ اسی میں ساؤتھ ایشیاء ریجن اور پوری دنیا کی بھلائی ہے۔ جناب الطاف حسین نے کہا کہ جنگیں مسائل کا حل نہیں ہوا کرتیں، پاکستان اور انڈیا کئی جنگیں لڑ چکے ہیں جن سے تباہی ہوئی، مزید جنگیں لڑنے سے بھی فائدہ نہیں بلکہ مزید تباہی ہوگی، بے گناہ انسان مارے جائیں گے، دونوں ملکوں اور عوام کا نقصان ہوگا اور معیشت تباہ ہوگی اور اس تباہی کے بعد بھی آخر کار مذکرات کی میز پر آنا ہوگا لہٰذا کیوں نہ جنگوں اور تباہی سے پہلے ہی بات چیت کا راستہ اختیار کیا جائے۔انہوں نے کہا کہ عقلمند قومیں دنیا کی مختلف قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تاریخ کو آگے بڑھاتی ہیں اور پوری دنیا میں رونما ہونے والے ماضی کے واقعات اور تجربات سے سبق سیکھتے ہوئے اپنی پالیسیاں ترتیب دیتی ہیں۔حقیقت پسندی کا تقاضہ یہی ہے کہ دونوں ملکوں کی قیادتیں، سیاسی ومذہبی رہنما اور عوام دوستانہ تعلقات کے فروغ کیلئے دشمنی کے بجائے دوستی کی فضاء کو پروان چڑھانے کیلئے مخلصانہ کوششیں کریں۔

☆☆☆☆☆